ڈاکٹر صدف فاطمہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، کراچی یونیورسٹی، کراچی
اعظمی نورین
لیکچرار، شعبہ اردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیال کوٹ

بیسویں صدی کی نسائی تحریک کے تناظر میں پروین شاکر کی فکری جہت کا مطالعہ

Dr. Sadaf Fatima
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Karachi, Karachi.
Uzma Noreen
Lecturer, Department of Urdu, GC Women University, Sialkot.

A Study of the Intellectual Dimension of Praveen Shakier In the Context of the Twentieth Century Feminist Movement

Perveen Shakir was known feague of poetry. She was individual personality. Due to her individual poetry very short period many people never paing respect due to her special poetry. She was really a respectable position of poetry. In her poetry it reflects in her critiazing poetry.20th century in Urdu literature the personality of Perveen Shakir is a different style poetry and prose.I like Perveen Shakir because of her being a generation of have.

Key Words: *Parveen Shakir, Individual, Poetry, Respectable, Reflects.*

پاکستان کی ادبی تاریخ میں جن شاعرات نے اہم مقام حاصل کیا اس میں پروین شاکر کا نام نہایت نمایاں ہے، پروین شاکر کے خاندان کا تعلق صوبۂ بہار سے تھا پٹنہ اور عظیم آباد اسی صوبہ بہار کے اضلاع شمار ہوتے ہیں ان کا تعلق ایک متوسط گھرانے سے تھا، لیکن قناعت پسند، صابر و شاکر، شائستہ اور مہذب لوگ تھے۔

جب ایک حساس لڑکی کو اس کے محبت نہیں ملی اور وہ معاشرے سے بغاوت بھی نہیں کر سکی تو اس نے اپنے دل کو ٹٹولا۔ اسے اپنے اندر جو ٹوٹ پھوٹ نظر آئی اس شکست و ریخت کو اس نے آدرش کی شکل دے کر اپنے جذبات کو شاعری میں ڈھال دیا۔ جذبات و احساسات کچے تھے اور الفاظ کا چناؤ بھی مناسب تھا۔ لہٰذا اس کی غزل و

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

نظم نے وقت کے ساتھ ساتھ انفرادیت حاصل کر لی۔ اس کی آواز نے ہر طبقے کو متاثر کیا اور وہ شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئی۔ پروین شاکر ۲۴ر نومبر ۱۹۵۲ء کو پیدا ہوئیں والدین نے نام پروین بانو رکھا مگر آگے چل کر پروین شاکر کے نام سے مشہور ہوئیں۔

پروین شاکر بچپن میں مسلسل بے چین اور بے قرار رہتیں اس کے گھر والوں نے اسے پارو کے نام سے پکارنا شروع کر دیا اور یہ حقیقت تھی کہ پارے جیسی بے قراری اس کے مزاج کا حصہ بن گئی تھی اور آگے جا کر پروین شاکر کے نام سے شہرت کمائی اور شعر و سخن کے شہزادی کہلائی۔

پروین شاکر نہایت لاپرواہ تھیں اکثر ایسا سامان چھوڑ دیا کرتی تھیں وہ عموماً چپل چھوڑ دیا کرتی تھیں جوتیاں اتار کر بھول جاتی تھیں۔

ان کا انوکھا پن تھا کہ انھیں جوتے پہننے سے رغبت نہ تھی، گاڑی چلاتے ہوئے جوتیاں اتار لیا کرتی تھیں۔

پروین شاکر کو جانوروں سے نہایت دلچسپی تھی۔ ان کو جھولا جھولنا نہایت پسند تھا پروین شاکر، مقابلہ نعت، مضمون نویسی اور تقریری مقابلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی اور انعامات حاصل کرتیں۔

پروین شاکر، ہمارے عہد کی شعری روایت کی ایک منفرد اور جانی پہچانی آواز ہے۔ اس کے فکر و فن نے بہت جلد اپنے عقیدت مندوں اور مداحوں کا ایک حلقہ بنا لیا تھا۔ ان کی ادبی حیثیت مسلم ہے۔ ان کی تحریروں میں ان مسکراہٹوں کی زہر آلود تلخی جھلکتی ہے جو معاشرے کی برائیوں کے لیے تریاق کا اثر رکھتی ہے۔[(۱)]

پروین شاکر کے شخصی ادبی اور شعری اوصاف و محاسن کا احاطہ کرنا مشکل نہیں تو سہل بھی نہیں ان کی شخصیت جس قدر دل آویز تھی ان کا شعور اس قدر بے دار تھا ان کا دماغ جس قدر تیز تھا اور وہ جن کمالات و خصائص کا مرقع تھیں وہ عام اوصاف ان کے شعری بیانیے کو پر شکوہ بناتے ہیں۔

پروین شاکر کو میں اس لیے پسند کرتی ہوں کہ ان کے سخن دلنواز کی پذیرائی کے لیے خود کو مجبور محسوس کرتی ہوں۔ میرا تعلق پروین شاکر کی طرح حوا کی نسل سے ہے۔ مگر میں نے ان کے اشعار موقع بموقع نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں سے بھی سنے ہیں اور اکثر ادبی حوالوں میں موجود ہیں اگر یہ کہا جائے کہ پروین شاکر کی شاعری سے نکلی ہوئی خوشبو اور گفتگو حسین تعلقات کی ایک معتبر ضمانت ہے تو بے جا نہ ہو گا۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

انھوں نے سینکڑوں اشعار کہے۔ بے شمار نظمیں لکھیں، اَن گنت کالم لکھے اور ہر موضوع کی تازگی اور تنوع میں کمی نہیں آنے دی، جس سے ان کی صلاحیتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے شعری اثاثہ اور اخباری کالموں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پروین شاکر نے اپنا اسلوب اور ذخیرہ الفاظ مخصوص بنیادوں پر استوار کیا ہے۔

بیسویں صدی کے اردو ادب میں پروین شاکر کی شخصیت اس لحاظ سے منفرد ہے کہ وہ بیک وقت بلند پایہ شاعرہ اور صاحبِ طرز نثر نگار تھیں۔ نظم ہو یا غزل تنقیدی اور تخلیقی نثر ہر سمت اس کا قلم رواں رہا ہے۔

بقول نصرت زہرہ:

> ”پروین شاکر نے شاعری کو اپنے افکار و نظریات کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ انھوں نے نسائی شعور و جذبات کا جس سلیقے سے اظہار کیا ہے اس سے اس بات کا اندازہ لگانا بالکل مشکل نہیں ہے کہ وہ شعر و ادب کے آسمان پر ہمیشہ روشن ستارے کی طرح جگمگاتی رہیں گی۔“(۲)

پروین شاکر کے حوالے سے بہت سے مقالات مختلف کتابوں اور ادبی رسائل میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں کبھی تو مقالہ نگار اس پر تنقید کرتے دکھائی دیتے ہیں تو کبھی زمین و آسمان کے قلابے ملانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔

پروین شاکر کی ناقابلِ یقین فنی سفر کی روداد لکھنا ایک دشوار گزار مرحلہ تھا۔ لیکن ملک کے نامور نقاد ڈاکٹر محمد علی صدیقی کے الفاظ میں ”پروین ایک رجحان ساز شاعرہ ہے۔“ اتنی مکمل اور جامع بات کے بعد اس کے فن پر شاید ہی اتنا بھرپور اور مدلل تبصرہ سننے کو ملے۔(۳)

تمنا کرتے رہنا نہ تو امید کو مرنے دیتا ہے اور نہ ہی دل کے غم کو بنجر کرتا ہے۔ پروین شاکر نے ناآسودگی کے باوجود اپنے جذبۂ دل کو زندہ رکھا اور یہی اس کے جذبے اور شاعری کا اصل حسن ہے۔

پروین شاکر نے دور جدید کی اردو شاعری کو ایک نیا مقام دیا اور نئے رجحانات کو اپنی شاعری میں بڑی خوبصورتی سے پرو دیا ہے ان کی شاعری کے مجموعوں نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ انھوں نے اردو ادب میں اپنے لیے ایک منفرد اور اعلیٰ مقام حاصل کیا ان کے کلام میں بلا کر تاثیر تھی۔

اگرچہ اہلِ علم اس بات پر متفق ہیں کہ اردو شاعری کی معلوم تاریخ میں لطف النساء امتیاز کو پہلی صاحب دیوان شاعرہ کے طور پر مانا جاتا ہے۔ بیشتر شاعرات ایسی بھی ہیں جن کے نام تاریخ میں درج نہیں کیونکہ خواتین کے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اظہار کو کبھی پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا گیا۔ شاعرات اپنے جذبات کو ایسے نظام کی بھینٹ چڑھنے سے نہ روک سکیں۔ جو ان کے اظہار کی راہ میں کانٹے بچھاتا آیا تھا۔

پروین شاکر سے قبل بیشتر شاعرات اردو زبان میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا چکی تھیں۔ جن میں تقسیم ہند سے قبل ایک شاعرہ نجمہ تصدق نے شہرت پائی جبکہ ادا جعفری، زہرہ نگاہ، فہمیدہ ریاض، کشور ناہید اور پروین فنا سید نے اہلِ فکر و فن سے خوب داد وصول کی۔

پروین شاکر نے تقریباً ۳۲ سال تک شعر و ادب کی خدمت کو وظیفہ حیات بنائے رکھا اور اپنے بیگانوں کی تحسین و تفرین سے بے نیاز حکومتی اداروں کی سرپرستی سے مستغنی اپنے راستے پر مستقل مزاجی سے گامزن رہی۔ کیونکہ اس کے فن اور کردار میں تضاد نہیں تھا۔ اس لیے ان کی تحریروں میں شاعری میں اثر اور خلوص کی چاشنی پائی جاتی ہے۔(۴)

پروین شاکر نے اپنے خونِ جگر سے اردو شاعری کے گلشن کی آبیاری کی اس نے اردو شاعری کی فنی روایات کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ ان روایات میں قابل قدر و تحسین اضافے بھی کیے۔ پروین شاکر کا اپنی ذات اور فن کو منوانا اور بحیثیت شاعرہ ادبی افق پر ابھرنا اور ابھر کر چھا جانا حیرت انگیز بھی ہے اور بڑا کارنامہ بھی لیکن اس بات پر انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ جب پروین شاکر کا فن مسلسل ارتقائی مراحل سے گزر رہا تھا اور وہ فن کی بلندیوں کو چھونے لگی تو ناگہانی موت کا شکار ہو گئی۔

یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا
کھلا ضرور مگر کھل کے مسکرا نہ سکا(۵)

پروین شاکر کی موت ایک انجمن، ایک دبستان ایک روایت اور ایک عہد کی موت تھی۔ بقول آغا شورش کاشمیری:

"کسی کی عظمت کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے اس کی موت کا انتظار کرو۔"(۶)

پروین شاکر کی غزل بھی اس کی طرح نازک اور من موہنی سی ہے۔ ابتدائی غزلیں سرشاری اور چاند کی تمنا کرتے رہنے والی اٹھان سے پر ہیں۔ جن میں جذبوں کی سچائیاں اور محبت کے لیے آبلہ پا چلتے رہنے کی امنگیں نظر آتی ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں شائع ہونے والے اس کے عالمی شہرت یافتہ مجموعۂ کلام "خوشبو" میں ۱۲۳ کے قریب غزلیات شامل ہیں۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

پروین شاکر کا خود اپنی ابتدائی شاعری کے بارے میں کہنا تھا کہ:

"یہ محبت کی شاعری ہے۔ سادہ اس میں کوئی فلسفہ نہیں۔ میں زندگی کے جس دور سے گزر رہی تھی اسے جوں کا توں پیش کر دیا۔ لوگ اس کتاب کو پڑھ کر اس لڑکی سے خود کو Identify کرتے ہیں وہ اس جیسے ہوتے ہیں یا اس جیسا ہونا چاہتے ہیں۔"(۷)

پروین شاکر کی شاعری ایسی نہیں جسے چوراہوں پر پڑھا جائے۔ سیاسی جلسوں کی زینت بنے اور نعرے کی شکل میں زبان زدِ عام ہو جائے۔ پھر بھی اس کی غزلیں بھرپور تر ہیں کہ اس میں انسانی زندگی کی ساری جھلکیاں موجود ہیں اور شکست و ریخت کے باوجود زندگی سے محبت کا جذبہ شدید تر ہے اور ضرب الامثال کی طرح دلوں پر منقش ہے۔ انسانی حیات کی نمو اور بقا پر اصرار کرتا ہوا اس کا لہجہ کہیں بھی کھردرے پن کا تاثر نہیں دیتا جیسا کہ محبت سے خالی زندگی محبت سے محروم زندگی یا خوشیوں سے محروم زندگی کے بعد کسی بھی تخلیق کار کے طرزِ بیان میں تبدیلی آنا ناگزیر ہوتا ہے۔ پتھر میں گلاب دیکھنے والی فطرت کی حامل پروین کو جس طرح شاعری عطیہ خداوندی کی طرح ودیعت ہوئی تھی اسی طرح، اس پر لفظیات کی کائنات نے بھی اپنی بانہیں پھیلائے رکھیں۔(۸)

پروین شاکر بہت منفرد شاعرہ تھیں، ان کی شاعری کی مثال ہمارے ادب میں نہیں ملتی پروین شاکر عہد حاضر کے بڑے شعرا میں شمار ہوتی تھیں، انھوں نے کثرت سے اشعار کہے لیکن معیار میں کمی واقع نہ ہوئی۔ ان کے کلام میں نزاکت تھی۔ وہ زندگی کو برتنے کا سلیقہ جانتی تھیں۔ پروین شاکر کی موت پر بی بی سی نے تبصرہ کیا:

"پروین شاکر کے منفرد اسلوب پر ان کو ادب کی مہارانی قرار دیا۔"

پروین شاکر نے مختصر مدت میں ادب کے میدان میں اہم مقام حاصل کیا جو پروین کی اعلیٰ صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔ پروین شاکر نے اپنی شاعری میں خوبصورت انداز کے ذریعے نئے احساسات اور جذبات کو روشناس کرایا اور یہی انداز ان کی ہمیشہ کے لیے پہچان بن گیا ان کی شاعری نوجوان نسل کے لیے امید اور روشنی کی ترجمان تھی۔ پروین شاکر ہمہ گیر صلاحیتوں کی مالک تھیں، بحیثیت شاعرہ کالم نگار، استاد اور منتظم انھوں نے اعلیٰ خدمات سرانجام دیں۔(۹)

پروین شاکر سے اردو شاعری کو بہت زیادہ توقعات تھیں اگر وہ زندہ رہتیں تو شاعری کے بہت سارے نئے دروازے کھلتے۔ پروین شاکر نے بہت کم وقت میں ادب کے میدان میں اہم مقام حاصل کر لیا۔ ان کی شاعری

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

نے نئے احساسات اور جذبات کو روشناس کرایا، ان کی شاعری نوجوان نسل کے لیے امید اور روشنی کی کرن ہے وہ بہت ساری صلاحیتوں کی مالک تھیں بحیثیت شاعرہ، کالم نگار، استاد انھوں نے اعلیٰ خدمات انجام دیں۔

پروین شاکر کی روح میں اس کی تازہ حسیت اور فکر کا گرم لہو رواں دواں تھا۔ وہ ایک ایسی شاعرہ تھی جس نے غزل کی رفاقت کو بڑی دیانت داری سے قبول کیا اور جذبات کی تطہیر کے لیے ہر موقع محل پر انتہائی جرأت و بے باکی سے اسے استعمال کیا ہے۔ شعری ذرائع سے انکشاف ذات کا کام لیا اور زندگی کے مختلف معاملات کو غزلیہ روایت کا حصہ بنا دیا۔ صرف حصہ ہی نہیں بلکہ معتبر رشتہ قائم کیا۔ اسی رشتے سے صداقت بیان اور بے باکی اظہار کی توفیق ہوتی ہے۔ (۱۰)

پروین شاکر اردو کی جدید ترین شاعرات میں ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس نے مروجہ رسمیات میں ایک نئے عنصر کا اضافہ کیا ہے۔ اس کے یہاں جزئیات نگاری، عمومی مشاہدات کے اَن دیکھے پہلوؤں کی عکاسی اور ایسی نادر پیکر نگاری ہے جو ہمیں چونکا بھی دیتی ہے اور دعوتِ فکر بھی دیتی ہے۔ (۱۱)

پروین شاکر بھی اسی معاشرے کا حصہ تھی وہ جرأت مند شاعرہ اور نڈر ادیبہ تھیں وہ ترقی پسندانہ سوچ اور ذہن رکھتی تھیں۔ پروین شاکر کی شاعری انسانی نفسیات کے قریب تر ہے۔ ایک ایسی توجہ ہے جو ازل سے لے کر لمحہ موجود تک اپنے ہونے کا احساس دلاتی ہے کسی بھی زبان میں تخلیق کیے گئے ادب کی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ شاعری اپنے عہد اور اپنے زمانے کے افکار اور رجحانات کی واضح انداز میں عکاسی کرتی ہے۔ فرد صرف اپنے عہد کے حالات سے متاثر نہیں ہوتا بلکہ صدیوں پہلے رونما ہونے والے اہم واقعات بھی نسل در نسل ہمارے فکری شعور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ (۱۲)

پروین شاکر نے اپنی شاعری کا آغاز خوشبو سے کیا ہے۔

پروین شاکر نے اپنی کتاب "خوشبو" کا آغاز "سر شاخِ گل" کے عنوان سے کیا ہے اس نظم کو انھوں نے احمد ندیم قاسمی سے منسوب کیا ہے احمد ندیم قاسمی ان کے سرپرست کی طرح تھے وہ ان سے بہت متاثر تھی ان کے بارے میں نہایت عزت و احترام سے بیان کرتی ہیں کہ:

وہ سایہ دار شجر
جو مجھ سے دور، بہت دور ہے مگر اس کی
لطیف چھاؤں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سجل، نرم چاندنی کی طرح
مرے وجود، مری شخصیت پہ چھائی ہے!
وہ ماں کی بانہوں کی مانند مہربان شاخیں
جو ہر عذاب میں مجھ کو سمیٹ لیتی ہیں
وہ ایک مشفق دیرینہ دعا کی طرح
شریر جھونکوں سے پتوں کی نرم سرگوشی
کلام کرنے کا لہجہ مجھے سکھاتی ہے (۱۳)

پروین شاکر کی محبت جس کو ان کے والد نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ یہ ایک الگ خاندان سے تعلق رکھتا ہے پھر جب پروین شاکر کا خاندان سے رشتہ آتا ہے تو وہ الجھن میں ہے کہ کیا کرے۔ اپنی محبت کی یاد میں بیٹھی رہے یا کسی دوسرے کا انتخاب کر لے۔

رات ابھی تنہائی کی پہلی دہلیز پہ ہے
اور میری جانب اپنے ہاتھ بڑھاتی ہے
سوچ رہی ہوں
ان کو تھاموں
زینہ زینہ سناٹوں کے تہہ خانوں میں اتروں
یا اپنے کمرے میں ٹھہروں
چاند مری کھڑکی پہ دستک دیتا ہے!(۱۴)

پروین شاکر نے نہایت کچی عمر میں محبت کی ہے وہ اپنی نظم احتیاط میں اس بات کا اظہار کر رہی ہیں کہ غلطی سے ان کے منہ سے دل کی بات نہ نکل جائے:

سوتے میں بھی
چہرے کو آنچل سے چھپائے رہتی ہوں
ڈر لگتا ہے
پلکوں کی ہلکی سی لرزش

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہونٹوں کی موہوم سی جنبش
گالوں پر رہ رہ کے اترنے والی دھنک
لہو میں چاند رچاتی اس ننھی سی خوشی کا نام نہ لے لے
نیند میں آئی ہوئی مسکان
کسی سے دل کی بات نہ کہہ دے [۱۵]

پروین شاکر اپنی نظم اعتراف میں محبت کا اظہار نہایت منفرد انداز سے کر رہی ہیں:

جانے کب تک تری تصویر نگاہوں میں رہی
ہو گئی رات ترے عکس کو تکتے تکتے
میں نے پھر تیرے تصور کے کسی لمحے میں
تیری تصویر پہ لب رکھ دیے آہستہ سے! [۱۶]

شاعرہ اپنے محبوب کی یادوں میں کھوئی ہوئی ہیں۔ اس کو اپنا پرانا گزرا ہوا وقت یاد ا رہا ہے کہ کس طرح اس کے محبوب نے اس کے ہاتھ میں پھول پہنائے تھے جس کا اظہار انھوں نے اپنی نظم ''کنگن بیلے کا'' میں کیا ہے:

اس نے میرے ہاتھ میں باندھا
اجلا کنگن بیلے کا
پہلے پیار سے تھامی کلائی
بعد اس کے ہولے ہولے پہنایا
گہنا پھولوں کا
پھر جھک کر ہاتھ کو چوم لیا!
پھول تو آخر پھول رہے تھے
مرجھا ہی گئے
لیکن میری راتیں ان کی خوشبو سے
اب تک روشن ہیں
بانہوں پر وہ لمس ابھی تک تازہ ہے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

شاخِ صنوبر پر اک چاند دمکتا ہے!
پھول کا گہنا
پریم کا کنگن
پیار کا بندھن
اب تک میری یاد کے ہاتھ سے
لپٹا ہوا ہے![۱۷]

شاعرہ اپنے محبوب کی محبت پر شک کر رہی ہیں کہ اس کا اظہار انھوں نے اپنی نظم واہمہ میں اس طرح سے کیا ہے کہ:

تمھارا کہنا ہے
تم مجھے بے پناہ شدت سے چاہتے ہو
تمھاری چاہت
وصال کی آخری حدوں تک
مرے فقط میرے نام ہو گی
مجھے یقیں ہے مجھے یقیں ہے
مگر قسم کھانے والے لڑکے!
تمھاری آنکھوں میں ایک تل ہے![۱۸]

شاعرہ اپنے محبوب سے روشنی کی پیش کش نہایت منفرد انداز سے کر رہی ہیں:

اتنے اچھے موسم میں
روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں
کل پہ ہم اٹھا رکھیں
آج دوستی کر لیں![۱۹]

پروین شاکر اپنے محبوب سے شکوہ کر رہی ہیں کہ اس کو میری آنکھیں بہت پسند تھیں۔ اس کو میری آنکھوں سے ہی محبت ہوئی تھی مگر وہ اس میں آنسوؤں کو کیوں چھوڑ گیا:

بہت عزیز ہیں آنکھیں مری اسے لیکن
وہ جاتے جاتے انھیں کر گیا ہے پُر نم پھر[۲۰]

پروین شاکر خدا سے شکوہ کر رہی ہیں کہ تو نے مجھے دنیا کی ہر دولت سے نوازا ہے اگر مجھے میری محبت بھی دے دیتا تو میں مالا مال ہو جاتی تو نے مجھے ایک کمی دی اس میں تیری کیا مصلحت تھی:

تیرا کہنا مجھے تسلیم ہے
میں مانتی ہوں
اس نے میری ذات کو بے حد نوازا ہے
خدائے برگ و گل کے سامنے
میں بھی دعا میں ہوں، سراپا شکر ہوں
اس نے مجھے اتنا بہت کچھ دے دیا لیکن
تجھے دے دے تو میں جانوں![۲۱]

پروین شاکر خدا سے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اپنے محبوب کو مانگ رہی ہیں اس کو وہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:

دعا تو جانے کون سی تھی
ذہن میں نہیں
بس اتنا یاد ہے
کہ دو ہتھیلیاں ملی ہوئی تھیں
جن میں اک میری تھی
اور اک تمھاری![۲۲]

پروین شاکر احساس کمتری کا شکار ہوتی ہیں اور یہ سوچتی ہیں کہ میرا محبوب سب کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتا ہے مگر مجھ میں ایسی کیا کمی تھی کہ مجھ سے دور ہو گیا تھا:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

میں سوچتی ہوں کہ مجھ میں کمی تھی کس شے کی
کہ سب کا ہو کے رہا وہ بس اک مرا نہ ہوا[۲۳]

پروین شاکر اپنے محبوب کے لیے منفرد انداز سے دعا مانگ رہی ہیں کہ:

ہوا کے ہاتھ اسے یہ پیام بھی پہنچے
کہ تیری عمر خدائے ازل دراز کرے
جو خواب بھی تری آنکھوں میں ہو وہ پورا ہو[۲۴]

پروین شاکر اپنی قسمت کے بارے میں کہتی ہیں کہ میں وہ لڑکی ہوں جس کا شوہر اس کو پہلی رات یہ کہہ دے کہ میرا سب کچھ تیرا ہے دل کے سوا اس کو اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:

میں وہ لڑکی ہوں
جس کو پہلی رات
کوئی گھونگھٹ اٹھا کے یہ کہہ دے
میرا سب کچھ ترا ہے، دل کے سوا![۲۵]

پروین شاکر اپنے شعر میں اس بات کا اعتراف کر رہی ہیں کہ ان کے محبوب نے ان کو چھوڑ دیا:

کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی[۲۶]

پروین شاکر اپنے محبوب سے دوری کے بارے میں بیان کر رہی ہیں کہ پہلے تمھاری پل پل کی خبر رہتی تھی اب اس کی خبر اخبار سے ملتی ہے:

پہلے خط روز لکھا کرتے تھے
دوسرے، تیسرے دن تم فون بھی کر لیتے تھے
اور اب یہ کہ تمھاری خبریں
صرف اخبار سے مل پاتی ہیں![۲۷]

پروین شاکر اپنے شوہر کی بے رخی کو اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:

جان!
تمھاری مجبوری کو

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اب تو میں بھی سمجھنے لگی ہوں
شاید اس ہفتے بھی
تمھارے چیف کی بیوی تنہا ہو گی!(۲۸)

پروین شاکر اپنی نظم "مشورہ" میں لڑکیوں کو مشورہ دے رہی ہیں کہ کچی عمر میں محبت نہ کرنا ورنہ ساری زندگی خوشی نصیب نہ ہو گی:

ننھی لڑکی
ساحل کے اتنے نزدیک
ریت سے اپنا گھر نہ بنا
کوئی سرکش موج ادھر آئی تو
تیرے گھر کی بنیادیں تک بہہ جائیں گی
اور پھر ان کی یاد میں تو
ساری عمر اداس رہے گی!(۲۹)

پروین شاکر اپنی نظم "ضد" میں محبوب سے ناراضگی کا اظہار کر رہی ہیں کہ:

میں کیوں اس کو فون کروں!
اس کے بھی تو علم میں ہو گا
کل شب
موسم کی پہلی بارش تھی!(۳۰)

پروین شاکر اپنی زندگی میں ناکامی کے بارے میں اس طرح اظہار کر رہی ہیں کہ:

میرے چھوٹے سے گھر کو یہ کس کی نظر اے خدا لگ گئی
کیسی کیسی دعاؤں کے ہوتے ہوئے بد دعا لگ گئی (۳۱)

پروین شاکر اپنی ایک نظم ٹن میں اپنے دکھ کی کیفیت کا ذکر اس طرح کر رہی ہیں کہ:

پیار کس کو کہتے ہیں؟
میں لمحہ بھر کو گنگ رہ گئی!
دماغ سوچنے لگا
یہ کتنی بدنصیب ہے
جو چاہتوں کی لذتوں سے بے خبر ہے
میں نے اس کی سمت پھر نگاہ کی

اور اس سے
مجھے میری محبتیں تمام تر دکھوں کے ساتھ یاد آ گئیں
محبتوں کے دکھ۔ عظیم دکھ!
مجھے لگا
کہ جیسے ذرہ آفتاب کے مقابلے میں بڑھ گیا![۳۲]

وہ اپنے ایک شعر میں محبت کی کیفیت کو کچھ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:

تو میرا کچھ نہیں لگتا ہے مگر جانِ حیات
جانے کیوں تیرے لیے دل کو دھڑکتا دیکھوں[۳۳]

پروین شاکر اپنے محبوب کو آفر کر رہی ہیں کہ جب تمھیں میری یاد آئے تو تم آ سکتے ہو:

گھر کا دروازہ کھلا رکھا ہے
وقت مل جائے تو زحمت کرنا[۳۴]

پروین شاکر اپنی نظم چاند میں اپنی تنہائی کے بارے میں اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:

ایک سے مسافر ہیں
ایک سا مقدر ہے
میں زمین پر تنہا!
اور وہ آسمانوں میں![۳۵]

پروین شاکر اپنی نظم "خواب" میں کہہ رہی ہیں کہ کچی عمر میں لڑکیاں خواب کیوں دیکھتی ہیں اس کو اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:

کھلے پانیوں میں گھری لڑکیاں
نرم نہروں کے چھینٹے اڑاتی ہوئی
بات بے بات سنتی ہوئی
اپنے خوابوں کے شہزادوں کا تذکرہ کر رہی تھیں
جو خاموش تھیں
ان کی آنکھوں میں بھی مسکراہٹ کی تحریر تھی
ان کے ہونٹوں کو بھی اَن کہے خواب کا ذائقہ چومتا تھا!
دور ساحل پہ بیٹھی ہوئی ایک ننھی سی بچی
ہماری ہنسی اور موجوں کے آہنگ سے بے خبر
ریت سے ایک ننھا گھروندا بنانے میں مصروف تھی

اور میں سوچتی تھی
خدایا! یہ ہم لڑکیاں
کچی عمروں سے ہی خواب کیوں دیکھنا چاہتی ہیں (۳۶)

پروین شاکر اپنے ایک شعر میں محبت کو زخم سے تشبیہ دے رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ میں تو سمجھتی تھی کہ محبت کا زخم جلد ہی بھر جائے گا مگر مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ یہ تو خون کی نالیوں کی کے ذریعے پورے بدن میں پھیل جائے گا اس کیفیت کو نہایت خوبصورتی سے اپنے شعر میں ڈھالا ہے:

ہم تو سمجھتے تھے کہ اک زخم ہے بھر جائے گا
کیا خبر تھی کہ رگِ جاں میں اتر جائے گا (۳۷)

پروین شاکر کہتی ہیں کہ محبوب کے جانے سے سارے لطف ختم ہو گئے میں اب کس سے روٹھوں گی اور کس کو مناؤں گی۔ اس کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے:

وہ کیا گیا کہ رفاقت کے سارے لطف گئے
میں کس سے روٹھ سکوں گی کسے مناؤں گی (۳۸)

پروین شاکر کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی حرکات تو دیکھ کر اس کو اپنا گزرا ہوا وقت یاد آجاتا ہے اس کو وہ اپنی نظم آئینہ میں اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:

لڑکی سر کو جھکائے بیٹھی
کافی کے پیالے میں چمچہ ہلا رہی ہے
لڑکا حیرت اور محبت کی شدت سے پاگل
لانبی پلکوں کے لرزیدہ سایوں کو
اپنی آنکھ سے چوم رہا ہے
دونوں میری نظر بچا کر
ایک دوجے کو دیکھتے ہیں ہنس دیتے ہیں!
میں دونوں سے دور
دریچے کے نزدیک
اپنی ہتھیلی پر اپنا چہرہ رکھے
کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھ رہی ہوں
سوچ رہی ہوں
گئے دنوں میں ہم بھی یونہی ہنستے تھے! (۳۹)

پروین شاکر اگر زندہ رہتی تو نجانے آج اس کا فن کتنا بلندی پر ہوتا اور اس کے جان لیوا لمحے یقیناً اس نے ہمہ جہت فن کے کچھ اور شاہکاروں سے بہرہ مند ہو جاتے۔

ممکنہ فیصلوں میں ایک ہجر کا فیصلہ بھی تھا
ہم نے تو ایک بات کی اس نے کمال کر دیا(۴۰)

پروین شاکر اس وقت تک زندہ رہے گی جب تک سورج کے دیے میں لَو باقی ہے۔

پروین شاکر کی شاعری نسائی ادب میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ اس نے عورت کے داخلی و خارجی جذبات تو بہت بہتر اور منفرد انداز سے پیش کر کے خواتین و حضرات دونوں طبقوں سے داد وصول کی ہے۔

پروین شاکر نے ۴۲ سال عمر پائی، لیکن اردو ادب میں یہ ۴۲ سال ہمیشہ زندہ رہیں گے لہجے اور کھرے نسوانی جذبات کا اظہار جس طرح پروین شاکر نے اپنی شاعری میں کیا اس کی نظیر اردو کی کسی شاعرہ کے ہاں نہیں ملتی۔

حوالہ جات

۱۔ پروین شاکر-احوال و آثار-احمد پراچہ، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۴

۲۔ پارہ پارہ- پروین شاکر- سوانح حیات- فکر و فن اور یادیں، نصرت زہرا، ایمان زہرہ پبلی کیشنز، کراچی ۲۰۱۱ء، ۸

۳۔ ایضاً، ص ۴۵

۴۔ پروین شاکر-احوال و آثار-احمد پراچہ، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۳

۵۔ ایضاً، ص ۳ ۶۔ ایضاً، ص ۳

۷۔ پارہ پارہ- پروین شاکر- سوانح حیات- فکر و فن اور یادیں، نصرت زہرا، ایمان زہرہ پبلی کیشنز، کراچی ۲۰۱۱ء، ۸، ص ۸۳

۸۔ ایضاً، ص ۸۴ ۹۔ ایضاً، ص ۸۸

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۷۴ ۱۱۔ ایضاً، ص ۱۸۲

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۴۸

۱۳۔ پروین شاکر-خوشبو-مراد پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۱۹۷۶ء، ص ۲۱

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۱۴۔ ایضاً، ص۲۲

۱۵۔ ایضاً، ص۲۸

۱۶۔ ایضاً، ص۲۹

۱۷۔ ایضاً، ص۴۵

۱۸۔ ایضاً، ص۴۸

۱۹۔ ایضاً، ص۶۱

۲۰۔ ایضاً، ص۶۲

۲۱۔ ایضاً، ص۷۲

۲۲۔ ایضاً، ص۷۴

۲۳۔ ایضاً، ص۷۵

۲۴۔ ایضاً، ص۷۸

۲۵۔ ایضاً، ص۹۷

۲۶۔ ایضاً، ص۱۱۷

۲۷۔ ایضاً، ص۱۲۳

۲۸۔ ایضاً، ص۱۲۴

۲۹۔ ایضاً، ص۱۴۱

۳۰۔ ایضاً، ص۳۰۶

۳۱۔ ایضاً، ص۳۳۳

۳۲۔ ایضاً، ص۵۴

۳۳۔ ایضاً، ص۵۹

۳۴۔ ایضاً، ص۱۱۸

۳۵۔ ایضاً، ص۱۲۲

۳۶۔ ایضاً، ص۱۴۰

۳۷۔ ایضاً، ص۱۸۸

۳۸۔ ایضاً، ص۲۱۲

۳۹۔ ایضاً، ص۲۱۶

۴۰۔ ایضاً، ص۲۱۶